بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

بہت دعا گو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے، نمازوں کے بیحد پابند، بیماری اور کمزوری کے باوجود مسجد جانے والے
بہت نیک اور خدا ترس اور بے ضرر انسان تھے، ہر ایک کی خیر خواہی چاہنے والے اور نیک مشورہ دینے والے
بہت سادہ مزاج اور بے تکلف انسان تھے، بہت مہمان نواز، بہت بلند ہمت اور
کمزوری کے باوجود خدمت دین کرتے چلے جانے کی ایک دھن ان میں بہت نمایاں تھی
خلافت احمدیہ کے سچے بے ریاء اور باوفا خدمت گزار تھے

محترم عثمان چینی صاحب کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27؍اپریل 2018ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ دنوں جماعت کے ایک بزرگ اور عالم مکرم عثمان چینی صاحب کی وفات ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چین کے ایک دور دراز علاقے سے اپنی خاص تقدیر سے نکال کر پاکستان آنے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کے حالات اور ان کی زندگی اور خدمات اور سیرت کے بارے میں اتنا زیادہ مواد ہے کہ ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اس وقت میں اس درویش صفت انسان، جماعت کے بزرگ ،واقف زندگی، مبلغ سلسلہ، عالم باعمل اور ولی اللہ انسان کا کچھ تذکرہ کروں گا جو واقفین زندگی اور مبلغین کے لئے بھی خاص طور پر قابل تقلید نمونہ ہیں اور عمومی طور پر ہر احمدی کیلئے آپ عثمان چینی کے نام سے معروف تھے۔ ان کا پورا نام محمد عثمان چو چنگ شی تھا۔ 13؍اپریل 2018ء کو ان کی وفات ہوئی۔ 13؍دسمبر 1925ء میں ایک مسلمان گھرانے میں یہ پیدا ہوئے چین کے صوبہ آن خوئی میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول کے بعد 1946ء میں نان چنگ یونیورسٹی میں ایک سال کا ایڈوانس کورس کیا پھر نان چنگ نیشنل سینٹرل یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ چونکہ سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لئے قانون فلسفہ یا دینیات سیکھنے کا سوچا۔ پہلے ترکی جا کر تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ تھا پھر 1949ء میں یہ پاکستان تشریف لے آئے۔ خود تحقیق کر کے انہوں نے بیعت کی۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم شروع کی۔ اپریل 1957ء میں جامعہ احمدیہ سے شہادۃ الاجانب کا امتحان پاس کیا یہ short course تھا مبلغین کا۔ 16؍اگست 1959ء کو آپ نے وقف کیا اور آپ کا تقرر جنوری 1960ء میں ہوا۔ پھر مبلغین کلاس کا کورس پاس کرنے کیلئے دوبارہ اپریل 1961ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور 1964ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ کراچی اور ربوہ میں ان کو بطور واقف زندگی اور مربی خدمت کی توفیق ملی۔ 1966ء میں سنگاپور اور ملیشیا تشریف لے گئے۔ تقریباً ساڑھے تین سال سنگاپور میں اور چار مہینے کے قریب ملائیشیا میں خدمت کی توفیق ملی۔ 1970ء میں واپس پاکستان آئے اور پھر مختلف جگہوں پر مربی سلسلہ رہے۔ عمرہ اور حج بیت اللہ کرنے کی بھی سعادت ان کو نصیب ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے بعد جب یہاں لندن میں مختلف دفاتر کا قیام ہوا کاموں میں وسعت پیدا ہوئی جماعتی لٹریچر کا ترجمہ کرنے کی طرف زیادہ وسعت پیدا ہوئی تو چینی ڈیسک بھی قائم کیا گیا پھر ان کو یہاں بلا لیا گیا اور آپ کو کتب کے چینی تراجم کی توفیق ملی جس میں چینی ترجمہ قرآن خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جماعتی عقائد اور تعلیمات پر مشتمل کتب بھی آپ نے لکھیں۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ جہاں تک چینی ترجمہ قرآن کا سوال ہے۔ خود عثمان چینی صاحب کا کہنا ہے کہ

اس کی اشاعت پر چین اور دوسرے ممالک کے اہل زبان کی طرف سے بیشمار تبصرے موصول ہوئے جن میں اس ترجمہ کو بہترین قرار دیتے ہوئے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جماعت کا ترجمہ کافی مقبول ہے اور بڑی ڈیمانڈ ہے اس کی اور عمومی طور پر ترجمہ کا معیار ہر ایک نے بہت اعلیٰ قرار دیا۔

چینی صاحب نے اپنی نگرانی میں جو چائینیز لٹریچر تیار کیا ان میں سات کتابیں ان کی اپنی لکھیں ہوئی ہیں اور پینتیس کے قریب کتابیں ہیں جو انہوں نے ترجمہ کیں اور اپنی نگرانی میں کروائی ہیں۔

گھریلو زندگی کے بارہ میں ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ جب میرے لئے عثمان صاحب کا رشتہ پاکستان سے آیا تو میرے والد صاحب نے عمر کے فرق کی وجہ سے رشتہ پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔ ان کی اہلیہ بھی چینی ہیں اور کہتی ہیں میری عمر اس وقت بیس سال تھی عثمان صاحب کی پچاس سال کے قریب تھی کئی ماہ تک والد صاحب نے مجھے اس رشتہ کے متعلق بتایا نہیں پھر آخر جب انہوں نے بتایا تو خط میرے سامنے رکھ دیا کہ میں خود فیصلہ کرلوں۔ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں باہر کے کسی ملک میں ایک بڑے میدان میں بالکل خالی ہاتھ کھڑی ہوں اور اچانک سوچتی ہوں کہ میرا کیا بنے گا تب میں نے کچھ فاصلے پر سفید کپڑوں میں ملبوس ایک شخص کو دیکھا اور ایک آواز سنی کہ تمہاری ساری ضرورتیں اس شخص کے ذریعہ پوری کی جائیں گی۔ کہتی ہیں اس خط کو دیکھنے کے بعد میں نے عثمان صاحب کو خواب میں دیکھا جبکہ وہ سفید کپڑوں میں ملبوس میرے پاس کھڑے تھے۔ بعد میں جب مجھے عثمان صاحب کی تصویر دکھائی گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہی وہ شخص ہے جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا اور اس طرح میں نے رشتہ قبول کرلیا۔

عثمان صاحب کے بارے میں ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ اچھے خاوند تھے بلکہ میرے روحانی استاد تھے۔ جب میں پاکستان آئی تو انہوں نے سب سے پہلے مجھے نماز پڑھنا سکھائی۔ مسجد میں نماز پڑھانے کے بعد گھر آ کر مجھے باجماعت نماز پڑھاتے۔ کئی کئی گھنٹوں مجھے نماز کے عربی الفاظ سکھاتے۔ انہوں نے مجھے لفظ بہ لفظ اور سطر بہ سطر سکھایا اور نصیحت کی کہ اس کی مشق کرتی رہو اور اگر بھول جاؤ تو دعاؤں کی کتاب پاس رکھو۔ انہوں نے چھ ماہ میں مجھے قاعدہ پڑھنا سکھا دیا۔ انہوں نے مجھے قرآن پڑھنا سکھانا شروع کیا تو ساتھ ہی ترجمہ بھی سکھایا تاکہ میری دلچسپی قائم رہے۔ بہت صبر والے تھے بہت گہرائی تک جا کر مضمون سمجھاتے۔ لمبی مثالوں کے ساتھ سمجھاتے۔ بہت صلہ رحمی رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی والدہ کو چائنا سے پاکستان بلا کر ان کی بھرپور خدمت کی۔ کہتی ہیں آپ کی تمام عمر اپنے کام کے ساتھ لگاؤ پر مشتمل تھی۔ جب آپ کی صحت اچھی تھی تو اکثر رات دیر دفتر میں کام کرتے بلکہ بعض دفعہ کام کرتے کرتے صبح ہو جاتی تھی۔ گھر میں ان کا سب سے اہم کام بچوں کی اچھی تربیت کرنا تھا اور باقی چھوٹے چھوٹے دنیاوی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے اپنے کھانے اور کپڑوں وغیرہ کے متعلق بہت سادہ مزاج تھے۔

ان کی بڑی بیٹی ڈاکٹر قرۃ العین لکھتی ہیں کہ میرے والد صاحب کی بعض خصوصیات کو الفاظ میں لکھنا میرے لئے مشکل ہے۔ آپ بہت شفیق ،مہربان، نہایت محنتی ہمیشہ اچھی امید رکھنے والے عاجز انسان تھے۔ ہر معاملے میں ہم سارے بہن بھائیوں کو اور پھر اپنے دامادوں کو بھی گفتگو میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ ہمارے سکول کی پڑھائی میں دلچسپی لیتے تھے۔ ٹیچر کے تاثرات معلوم کرتے تھے کہ کیا کہا ٹیچرز نے۔ اور کہتے تھے تم لوگوں کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ تبلیغ کرو خاص طور پے چائینیز لوگوں کو اور ہمیں باقاعدگی سے نصیحت کرتے تھے کہ روحانیت اخلاق اور علم میں ترقی کرتے رہو اور اکثر کہتے کہ تم لوگوں کی شخصیت عمل اور رویہ کو دیکھ کر لوگوں کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ خدا کا وجود موجود ہے کیونکہ جو بچے خدا پر یقین رکھتے ہیں تو وہ ان بچوں سے بہت بہتر ہوتے ہیں جو یہ یقین نہیں رکھتے۔ یہ بھی نصیحت کرتے کہ تمہارے ہر کام میں جو شروع کرو باقاعدگی ہونی چاہئے۔ کبھی یہ نہیں ہوا کہ بچپن میں ڈانٹا ہو۔ ہمیشہ پیار سے سمجھاتے تھے اور جہاں کبھی سختی کی تو وہ نماز کے بارے میں کہ نماز میں باقاعدگی رکھو۔ چھٹیوں میں ہمیں کوئی نہ کوئی کتاب دیتے پڑھنے کے لئے پھر اس کا ٹیسٹ لیتے۔ پھر کہتی ہیں کہ انہوں نے کشتی نوح کی ایک بہت پرانی کاپی پڑھنے کے لئے دی اور پھر کہنے لگے کہ یہ پہلی کتاب ہے کشتی نوح کی جو انہوں نے جامعہ احمدیہ میں خود پڑھی تھی۔ ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ تم لوگوں کو چاند کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس طرح اگر چاند نہ ملا تو ستارے تو مل ہی جائیں گے۔ یعنی کہ اونچے مقاصد رکھو ہمیشہ اور پنجوقتہ نماز

باجماعت کے ساتھ ہمیں تہجد کی بھی ترغیب بھی دیتے۔ پانی کے چھینٹے ڈال کر فجر کی نماز میں اٹھاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے اور گھنٹوں بیٹھ کر بڑے صبر اور تحمل سے ہمارے سوالوں کے جواب دیتے یہ نہیں کہ ذراسی بات پر تنگ آ جائیں۔ ہمیشہ یہ کہتے کہ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے صلاحیتیں دی ہیں ان کو استعمال کرو کبھی ضائع نہ کرو اور کہتے جو عمل بھی کرو اسے خدا کی عبادت کی نیت سے کرنا چاہئے۔ روحانی ترقی کی مثال دیتے ہوئے کہتے تھے کہ اس سیڑھیوں کی طرح ہوتی ہے جس میں کبھی کبھی توقف آ جاتا ہے لیکن پھر ساتھ ہی مزید بلندی کی طرف قدم بڑھتا ہے۔

انہوں نے ہمیں سادگی عاجزی اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینا سکھایا۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر داؤد صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جامعہ کی تعلیم کے دوران انہیں اپنے بڑے بھائی اور والد صاحب کی وفات کا ٹیلی گرام آیا۔ اس وقت جامعہ کے امتحانات میں مصروف تھے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ افسوس ناک خبر بھی جامعہ کے امتحان کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہے اور یہ سوچ کر آپ نے وقت پر امتحان دیئے اور وقت ضائع نہیں کیا۔

ان کے بیٹے داؤد صاحب لکھتے ہیں کہ چائنیز لوگوں میں تبلیغ کا انہیں بہت شوق تھا جس فنکشن میں بھی جاتے وہاں لوگوں کو احمدیت کا تعارف کراتے اور لٹریچر تقسیم کرتے۔ یہاں تک کہ جب آپ ویل چیئر پر آتے تھے ویل چیئر کے خانے میں بھی بڑی بڑی کتابیں رکھنے پر اصرار کرتے تھے تاکہ لوگوں میں تقسیم کر سکیں۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو کبھی ان کے دفتر میں چلا جاتا پین یا پینسل لینے کی کوشش کرتا تو مجھے اپنے آفس میں رکھے ہوئے پین استعمال کرنے نہیں دیتے تھے اور میری والدہ سے کہتے تھے کہ میرے لئے الگ پین خرید کر دو اس کو پین کی ضرورت ہے اور اگر کبھی فوٹو کاپی کروانی ہوتی تو کہتے مجھے کہ گھر سے اپنا کاغذ ساتھ لے کر آؤ اور پھر مشین پر فوٹو کاپی کر لینا۔ خدا تعالیٰ کے صفاتی نام یاد کرنے کی تلقین کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے صفاتی نام ہیں وہ یاد کرو۔ انہوں نے چائنیز زبان میں ایک نظم لکھی تھی جس میں اللہ تعالیٰ کے سو صفاتی ناموں کی تعریف کی تھی۔ یہ نظم روزانہ رات کو پڑھتے تھے اور کھیل کی صورت میں ہم بہن بھائیوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام یاد کرنے کا مقابلہ بھی کرواتے تھے پھر انعام دیتے تھے۔

آغا سیف اللہ صاحب اِن کے کلاس فیلو لکھتے ہیں کہ عثمان چینی صاحب بھرپور جوانی کی عمر میں پارسا، خوش خصائل اور نیک اطوار کے مالک تھے۔ بڑے سوز و گداز سے نماز ادا کرتے نہایت تضرع سے دعا مانگتے تھے نفلی روزے رکھتے نوافل ادا کرنے کے عادی تھے تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی میں کمال شغف رکھتے تھے احمدیت کی نعمت ملنے پر اظہار تشکر کرتے اور ہمیشہ محبت، اخلاص اور فدائیت کے جذبات کا مظاہرہ کرتے۔ کہتے ہیں کہ مجھے بھی زمانہ طالب علمی میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری صاحبزادہ سید ابوالحسن صاحب اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں بیٹھنے اور درخواست دعا کرنے اور ان کی قبولیت دعا کے اثرات دیکھنے کی بفضلہ تعالیٰ توفیق ملی ہے۔ میں پوری احتیاط سے گواہی دے سکتا ہوں کہ عبادت میں سوز و گداز دعا میں الحاح و تضرع اور قبولیت دعا کے لحاظ سے ان محترم اکابرین کا عکس محترم عثمان چینی صاحب کی ذات میں موجود تھا۔ کہتے ہیں میں نے خود بھی کئی بار ذاتی معاملات میں ان کی قبولیت دعا کا مشاہدہ کیا ہے۔ آپ بڑے زیرک اور مؤمنانہ فراست کے مالک تھے۔ جماعتی انتظامی معاملات میں اظہار رائے میں نہایت محتاط تھے۔ خود بھی نظام جماعت کا احترام مکمل پابندی سے کرتے تھے۔ اپنے دوستوں اور ملنے والوں کو بھی اس کی ہمیشہ تلقین کرتے۔ خلافت سے مکمل روحانی عقیدت رکھتے رکھتے اور ان کے احسانات پر تشکر کا اظہار کرتے تھے۔ جب بھی کوئی آپ سے درخواست کرتا تو پوچھا کرتے تھے کہ خلیفہ وقت کی خدمت میں درخواست دعا کی ہے؟

رشید ارشد صاحب کہتے ہیں تینتیس سال ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا لکھتے ہیں کہ نماز باجماعت میں باقاعدگی اور عبادت میں شغف ہمارے لئے ایک نمونہ تھا۔ بارش ہو طوفان ہو برف باری ہو بڑی باقاعدگی سے نماز باجماعت کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ تبلیغ میں بھی آپ بہت پرجوش تھے۔ عموماً خاموش طبع اور کم گو تھے لیکن جب تبلیغ شروع ہوتی تھی تو آپ میں غیر معمولی قوت اور جوش پیدا ہو جاتا تھا اور

گھنٹوں گفتگو کرتے تھے۔ 1

نصیر احمد بدر صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ چینی زبان کا جو یادگار لٹریچر انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ کبھی آپ کو مرنے نہیں دے گا ان کے قلم سے نکلی ہوئی چینی زبان کی بیسیوں کتب اور تراجم ہیں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن سے اخذ کیا ہے اور ترجمہ کر کے لوگوں تک پہنچایا۔

عثمان چینی صاحب کا چینی زبان میں کیا ہوا قرآن کریم کا ترجمہ نہایت سلیس اور آسان الفاظ میں ہر کسی کو سمجھ آنے والا ترجمہ ہے جس میں چینی زبان کی فصاحت و بلاغت کا معیار بھی جھلکتا نظر آتا ہے اس لئے باوجود اس کے کہ قرآن کریم کے دوسرے تراجم بھی چینی زبان میں موجود ہیں لیکن عثمان چو صاحب کا ترجمہ پورے چین میں یکساں اور مقبول اور سند کی حیثیت رکھتا ہے اس کا اندازہ بہت سے چینی علماء سے مل کر ہوا جو جماعت کے عقائد سے اختلاف رکھنے کے باوجود اس ترجمہ کو نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ظفر اللہ صاحب کہتے ہیں کہ اسلام آباد سے ربوہ کے سفر کے دوران کلر کہار کے علاقے مجھے لے جا کر وہ جگہ دکھائی جہاں آپ جامعہ میں تعلیم کے دوران آکر چلہ کیا کرتے تھے۔ حضور فرماتے ہیں مجھے بھی یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے میں ہم چھوٹے ہوتے تھے میں بھی ایک دفعہ گیا اس جگہ تو ایک کمرے میں نیچے چھوٹے سے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور قرآن کریم ہاتھ میں تھا دعائیں کر رہے تھے پھر ہم لوگوں نے بچوں نے بھی اور بڑوں نے بھی ان کو دعا کے لئے کہا اور بڑے مسکراتے ہوئے جواب دیا کرتے تھے بڑی شفقت کا سلوک کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر نوری صاحب بھی لکھتے ہیں کہ جب 2004 میں ان کا چیک اپ کیا گیا چودہ پندرہ سال قبل تو تشخیص ہوا کہ ان کو دل کی بیماری ہے مجھے بہت پریشانی ہوئی کہ ایسے لوگ کے survival کے چانس بہت کم ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ آپ نے کبھی اپنی بیماری کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں حائل نہیں ہونے دیا اور کام ہمیشہ کرتے رہے۔ عطاء المجیب راشد صاحب لکھتے ہیں کہ بہت دعا گو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ نمازوں کے بیحد پابند، بیماری اور کمزوری کے باوجود مسجد جانے والے بہت نیک اور خدا ترس اور بے ضرر انسان تھے۔ ہر ایک کی خیرخواہی چاہنے والے اور نیک مشورہ دینے والے بہت سادہ مزاج اور بے تکلف انسان تھے۔ بہت مہمان نواز اور محبت بھرے اصرار سے مہمان نوازی کرنے والے تھے۔ بہت بلند ہمت اور کمزوری کے باوجود متحرک خدمت دین میں مصروف اپنی ذمہ داری کو بہت اخلاص محنت اور محبت سے ادا کرنے والے خدمت دین کرتے چلے جانے کی ایک دھن ان میں بہت نمایاں تھی۔ خلافت احمدیہ کے سچے بے ریاء اور باوفا خدمت گزار تھے ہمیشہ بہت خندہ پیشانی اور مسکراہٹ سے ملتے تھے اور بیشمار خصوصیات ہیں ان کی۔

اللہ تعالیٰ مکرم عثمان چینی صاحب کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور ان کی اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو اور اسی طرح بچوں کو بھی ان کی دعاؤں اور نیکیوں کا وارث بنائے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا: میں اب نماز کے بعد ان کا نماز جنازہ بھی پڑھوں گا۔ انشاء اللہ۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 27th - April - 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB